واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

رجسٹرڈ ایل نمبر

قیمت پیشگی سالانہ

۱- عوام سے
۲- خواص و معاونین سے
۳- ہندوستان سے باہر
۴- غیر مذاہب والوں سے
۵- اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے

نوٹ
عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈاک اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہر مہینہ کی۔
۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰
تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۵ قادیان دارالامان مورخہ ۱۸؍ جنوری ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۲۵ھ جلد ۱۲

Digitized by Khilafat Library

سالانہ جلسہ اور اس کے ضروری حالات

پچھلے پرچوں میں ناظرین الحکم ان جلسوں کے سرسری حالات پڑھ چکے ہیں۔ جو ہندوستان بھر میں ڈسمبر کے آخری ہفتہ میں ہوتے ہیں۔ آج میں ناظرین کو اس جلسہ کے مختصر حالات اور کوایف سنانا چاہتا ہوں۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مرکز

دارالامان قادیان

میں معمولی کے موافق ڈسمبر کے آخری ہفتہ میں منعقد ہوا۔ جن جلسوں کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔ انکی غرض و غایت نری دنیا اور مادی ترقی ہوتی ہے۔ مگر اس جلسہ کا مقصود دنیا کے ان تمام اجتماعوں کے خلاف ایک اور صرف ایک ہے یعنی

انسان کو باخدا بنانا

اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ دنیا سے قطع تعلق کر لیا جاوے۔ یا دنیوی اور مادی ترقی کو حرام محض قرار دیا جاوے نہیں بلکہ دنیوی ترقی کے مقاصد اور اغراض کو ایسے انداز اور اعتدال پر لایا جاوے کہ

دنیا خادم دین ہو اور دین دنیا پر مقدم ہو۔

اور اس طرح پر دنیوی کاروبار اور مال و منال کی تحصیل انسان کی روحانی ترقی میں سد راہ یا دلبستگی کا موجب نہ ہو۔ بلکہ وہ بجائے خود اس روحانی ترقی کے لئے ایک ممد اور معاون ہو اس جلسہ کے اغراض اور

مقاصد کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے ہی کلمات طیبات میں درج کر دینا میں ہمیشہ ضروری سمجھتا ہے اور اس تکرار کو مفید مطلب پایا ہے اس لئے میں یہاں پر انہیں دوہراتا ہوں۔ جو ۳۰؍ ڈسمبر ۱۸۹۱ء کو حضرت مسیح موعود نے بذریعہ تحریر شائع کئے تھے اور وہ یہ ہیں۔

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو۔ کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ

تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔

اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خداتعالےٰ نے چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل ہو کر ذوق اور شوق و ولولہ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنی چاہیئے کہ خداتعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے۔ یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات

کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکلیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں۔ لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسے کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خداتعالےٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔

سو میرے خیال میں بہتر ہے۔ کہ وہ تاریخ ۲۷؍ دسمبر سے ۲۹؍ دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو ۳۰؍ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷؍ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقایق اور معارف کے سنانے کا شغل رہیگا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خداتعالےٰ اپنی طرف ان کو کھینچے۔ اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا۔ کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے۔ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہیگا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا۔

اس جلسہ مین اس کے لئے دعاء مغفرت کی جائیگی۔ اور تمام بہائیون کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور جنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہٗ کوشش کی جائیگی اور اس روحانی جلسہ مین کئی روحانی فواید اور منافع ہونگے۔ جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہین گے۔" یہ ہین وہ **اغراض** اور **مقاصد** جن کے لئے یہ جلسہ اور اجتماع ہر سال یہان ہوتا ہے اور فی الحقیقت

اللہ تعالیٰ کے منشاء کی ماتحت ہوتا ہے۔

جب اس جلسہ کے اغراض کا اعلان کیا گیا تہا وہ اس سلسلہ کا ابتدا تہا اب خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے یہ سلسلہ اکائیون اور دہائیون سے نکل کر لاکہون کی تعداد مین داخل ہو گیا ہے۔ مگر اس کے اغراض مین کوئی تبدیلی نہین ہوئی۔ ہان یہ سچ ہے کہ اس کی ضرورت مین اضافہ ہو گیا ہے۔

انتظام جلسہ

مہانون کی خدمت کا کام حسب معمول انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد تہا۔ انجمن نے اپنے مقدور کے موافق کوشش کی کہ اس خدمت کو عمدگی سے سر انجام دے۔ مگر کثرت مہمانان نے خادمانِ قوم کو بعض اوقات مشکلات مین ڈالا۔ تاہم عمدگی کے ساتہہ یہ کام ہوتا رہا۔ مین پہلے یہ کہہ چکا ہون کہ جلسہ کے حالات لکہنے سے میری غرض دراصل ان مشکلات کی طرف قوم کو توجہ دلانا ہے جو ایسے موقع پر پیدا ہوتی ہین۔ اور تجربہ ہی ان ضروریات سے آگاہ کرتا ہے جو پیش آتی ہین اس لئے انتظام کے متعلق مشکلات اور نقایص کیطرف مین اسی موقع پر اشارہ کرنا ضروری سمجہتا ہون

مہانون کی فرودگاہ کے متعلق

فرودگاہ کے متعلق انجمن کیطرف سے سکرٹری نے قبل از وقت اعلان کر دیا تہا۔ کہ ہر جگہ سے جس جسقدر احباب اس تقریب پر آنے والے ہین وہ سکرٹری انجمن احمدیہ۔ قادیان کو اطلاع دین۔ تاکہ ان کی تعداد کے موافق ان کی فرودگاہ کا انتظام کیا جاوے۔ مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس تحریک پر جیسا کہ چاہیے عمل درآمد نہین ہوا۔ اگرچہ اکثر جگہ کی احمدی انجمنون کے سکرٹری صاحبان نے مجھے اطلاع دی مگر کثرت سے ایسے احباب تھے۔ جنہون نے پہلے تو کوئی اطلاع نہین دی اور عین وقت پر آ کر کہا۔ کہ ہمارے اترنے کے لئے کونسی جگہ ہے۔ ایسی فوری اور اچانک اطلاعون نے خادمانِ قوم کو تردد مین ڈالا۔ مگر خدا کے فضل سے جس طرح ممکن ہوا ان مشکلات کو حل کیا گیا مدرسہ کے مکانات کے علاوہ بورڈنگ ہوس کے کئی کمرے خالی کرائے گئے۔ اور خیمون سے بھی کام لیا گیا۔

اصل بات یہ ہے کہ وصفیکہ مہمان خانون کی توسیع ہوتی رہتی ہے۔ لیکن پہر بہی سالانہ جلسون پر آنے والے احباب کے لئے بہت بڑے اور وسیع مکانات کی حاجت ہے۔ اور یہ مسئلہ ہے جو احمدی انجمنون مین غور طلب ہونا چاہیے۔ میری اپنی سمجھ مین اگر ہر ایک ضلع کی انجمن اپنا اپنے لئے یہان قادیان مین وسیع احاطے بنوالین تو یہ مشکل بڑی آسانی سے حل ہو سکتی ہے۔ اور اس سے پہلے کہ اگلے سال کے جلسہ کا وقت آ جاوے ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ اس سوال کو حل کرین۔ اگر ہر ضلع کی انجمن میری اس تحریک کو اپنی انجمنون مین باضابطہ پیش کر کے فیصلہ کر لین تو مین اس سوال کو صدر انجمن احمدیہ کے سامنے رکھہ سکتا ہون۔

سالانہ جلسہ پر کام کرنیوالونکی کمی

سالانہ جلسہ کی تقریب پر جہان ہزارون انسان جمع ہون۔ وہان ان کی ضروریات کا انتظام کرنے اور انکی آسائش کو ملحوظ رکہنے کے لئے ایک دو یا دس آدمیون کی حاجت نہین بلکہ بیسیون آدمی بکار ہین۔ اور یہان قادیان مین اگرچہ مدرسہ کے طلباء اور بعض استاد بڑی خوشی سے خدمتِ قوم کے لئے آمادہ ہوتے ہین۔ مگر پہر بہی بہت سی دقتین پیدا ہو جاتی ہین۔ اور یہ دقتین کسی قدر ناواقفیت کیوجہ سے بہی پیدا ہوتی ہین۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ سالانہ جلسہ کے موقع پر ضلع کی انجمن کچہہ **مستعد باہمت** اور مردم شناس احباب اپنی قادیان کی انجمن کے ممبرون کی مدد کے لئے مقرر کرین اس سے جہان انتظام مین سہولیت ہو سکتی ہے۔ وہان احباب کی آسایش کی راہ نکل آتی ہے۔

کہانا کہانے کے متعلق مشکلات

کہانا کہلانے کے متعلق حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مین جلسہ کے شروع ہونے سے پہلے بذریعہ عریضہ دریافت کیا گیا کہ کس اصول پر کام کیا جاوے۔ اس کے متعلق حضور نے جو فرمایا اسکا لب لباب یہ ہے کہ مین پسند نہین کرتا کہ کہانے کے متعلق کسی قسم کی کوئی تفریق ہو اعتقاد اور تقویٰ کے لحاظ سے اکثر غریب امیرون سے بہتر ہوتے ہین اس لئے کسی قسم کی کوئی تفریق نہ ہو۔ سب کو ایک قسم کا کہانا دیا جاوے۔ اسی بنا پر یہ تجویز کی گئی تہی۔ کہ سب احباب ایک ہی جگہ بیٹہ کر کہانا کہائین۔ اور **دولتمندون** اور **غریبون** اور **دیہاتیون** اور **شہریون** غرضیکہ ہر طبقہ کے لوگونکا ایک ہی دسترخوان پر بیٹہ کے کہانا **وحدت** کا ایک خاص اثر پیدا کریگا۔ اس تجویز پر ہر چند کامیابی کے ساتہہ عمل درآمد ہوا۔ مگر بعض اوقات اس **قاعدہ** کو توڑنا پڑا۔ اور بعض احباب کو انکی فرودگاہون پر کہانا پہنچانا پڑا۔ آئندہ کے لئے اس سوال کو بہی غور سے سوچنا چاہیے دوسرے لوگ ان مشکلات کو شاید آسانی سے نہ سمجہ سکین مگر کام کرنے والون کو پتہ لگتا ہے۔ خیال کرو ایک طرف تو چار یا پانچ سو آدمی کہانا کہانے کے لئے بیٹھے ہے۔ دوسری طرف ایک فرودگاہ سے آواز کرتا ہے کہ اتنے آدمیون کا کہانا بہیجدو اور ابہی وہ فارغ نہ ہوئے کہ ایک اور جگہ سے پیغام آ رہا ہے اسی کش مکش مین کام کرنے والون کو جیسی مشکل پیش آ سکتی ہے۔ وہ قابل غور ہے۔ اس لئے اگر ایک ہی جگہ بیٹہ کر کہانا کہانے کے قاعدہ کی پابندی ہو یا سب کو انکے مکانات پر پہنچا کرے تو اس وقت کا حل بہی آسان ہے بہرحال مین سننا چاہتا ہون کہ ہمارے بیرونی بہائی اس سوال کے لئے کیا تصفیہ کرتے ہین۔ میری رائے مین اگر کام کرنے والے گروہ مین بیرونی انجمنون کے احباب شامل ہو جایا کرین۔ تو اگر مکانات پر بہی کہانا پہنچایا جایا کرے تو تکلیف نہین ہو سکتی

ایک معمولی سی سہل انگاری

ایک اور امر جس پر توجہ دلانا میرا فرض ہے۔ یہ ہے کہ جو اشیاء اور سامان **روشنی** وغیرہ کے لئے مہیا کیا جاتا ہے اسکی نگہداشت کی بڑی ضرورت ہے۔ ذرا سی غفلت کی وجہ سے بعض چیزین ٹوٹ پہوٹ کر نقصان کا موجب ہو جاتا ہے۔ اور یہ نقصان قوم کا مالی نقصان ہے۔ مگر مین سمجہتا ہون کہ باہر کی انجمنین اس انتظام مین جب حصہ لینے لگین گی۔ تو یہ تمام امور انشاء اللہ العزیز بآسانی حل ہو جائین گے۔

جلسہ کے حالات

ان امور کے بیان کے بعد اب جلسہ کے عام حالات کا بیان کرنا ضروری ہے۔ اس جلسہ کے لئے پہلے سے کوئی پروگرام تجویز نہین ہوتا۔ اس لئے کہ دنیا کے دوسرے جلسون یا اجتماعون کا تتبع اور تقلید ملحوظ نہین بلکہ یہ اجتماع تو اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت ہوتا ہے اور آنیوالے احباب کی غرض و غایت اپنے محبوب و آقا امام کی زیارت اسکے کلمات طیبات سے فیض اٹہانا ہوتی ہے۔ لیکن اب جبکہ قوم مین **تمدنی** ضروریات پیدا ہو رہی ہین۔ اور مشترکہ قومی کامون کا آغاز ہو چکا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ان کامون اور امور کے انصرام یا ان پر غور و خوض کے لئے ایک وقت مخصوص کیا جاوے۔ وقت کی پابندی ایک ضروری اور قدرتی امر ہے۔ اور سب سے زیادہ وقت کی پابندی کا عملی سبق دینے والا اسلام ہی ہے۔ نمازون کے اوقات کے فلسفہ کے اجزا مین سے ایک یہ بہی ہے۔ اس لئے یہ کوئی عیب نہین کہ وقت کی پابندی نکی جاوے یا کوئی پروگرام تجویز نہ کیا جاوے۔ آئندہ اگر صدر انجمن حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی تقریرون کے اوقات کو مستثنیٰ کر کے اپنے قومی کامون پر غور و فکر کے لئے اور اس اجتماع کے ان فواید کے حصول کے لئے جن کا ذکر حضرت حجۃ اللہ نے اغراض جلسہ مین فرمایا ہے کوئی پروگرام تجویز کر لیا کرے تو بہت مفید اور موثر ہو سکتا ہے۔ بہرحال جلسہ کا آغاز

تشحیذ الاذہان کے جلسہ سے ہوا۔ یہ ہمارے نوجوانون کی ایک انجمن ہے۔ جس کا ذکر مین اس سے پہلے کئی مرتبہ الحکم مین کر چکا ہون۔ گذشتہ سال سے سالانہ جلسہ کی تقریب پر اسکا بہی جلسہ ہوتا ہے۔ اس مرتبہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی دوسری تقریر

(جو حضور علیہ السلام نے ۲۰ دسمبر ۱۹۰۶ء کو بعد جمع نماز ظہر و عصر مسجد اقصیٰ میں فرمائی)

(نوشتہ ایڈیٹر صاحب بدر)

ابتدائے تقریر جو کچھ کل میں نے تقریر کی تھی اس کا کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا کیونکہ بہ سبب علالت طبع تقریر ختم نہ ہو سکی اس واسطے آج پھر میں تقریر کرتا ہوں زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ جس قدر لوگ آج اس جگہ موجود ہیں معلوم نہیں ان میں سے کون سال آئندہ تک زندہ رہیگا اور کون مر جائیگا۔

زمانہ نازک ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر طرح سے لوگوں کو سمجھا دیں کہ یہ زمانہ بہت نازک ہے خدا تعالیٰ نے اس قدر بار بار مجھے آئندہ اور بھی خطرناک زمانہ کے آنے کے متعلق وحی کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت قریب ہے اور وہ جلد آنے والی ہے جیسا کہ کئی بار بیان کیا گیا تھا طرح طرح کے ابتلا سو لوگوں پر وارد ہو رہی ہیں طاعون ہے۔ وبائیں ہیں۔ قحط ہے۔ زلزلے ہیں۔

صبر کس طرح حاصل ہوتا ہے جب ایسی مصیبتیں وارد ہوتی ہیں تو دنیاداروں کی عقل جاتی رہتی ہے اور وہ ایک سخت غم اور مصیبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ جس سے نکلنے کا کوئی طریق ان کو نہیں سوجھتا قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ ہے کہ وتری الناس سکٰرٰی وما ھم بسکٰرٰی تو لوگوں کو دیکھتا ہے کہ نشہ میں ہیں حالانکہ وہ کسی نشہ میں نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ نہایت درجہ کے غم اور خوف سے ان کی عقل ماری گئی ہے اور کچھ حوصلہ باقی نہیں رہا۔ ایسے موقع پر بجز متقی کے کسی کے اندر صبر کی طاقت نہیں ہوتی دینی امور میں بجز تقویٰ کے کسی کو صبر حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلا کے آنے کے وقت سوائے اس کے کون صبر کر سکتا ہے جو خدا کی رضا کے ساتھ اپنی رضا کو ملائے ہوئے ہو۔ جب تک کہ پہلے ایمان پختہ نہ ہو۔ ادنیٰ نقصان میں انسان ٹھوکر کھا کر دہریہ بن جاتا ہے۔ جس کو خدا کے ساتھ تعلق نہیں اس میں مصیبت کی برداشت نہیں دنیادار لوگ تو ایسے مصائب کے وقت وجود باری تعالیٰ کا بھی انکار کر بیٹھتے ہیں۔

مصائب کا آنا ضروری ہے دنیا کی وضع ہی ایسی ہے کہ اس میں مصائب کا آنا ضروری ہے۔ دنیا میں جس قدر آدمی گذرے ہیں ان میں سے کون دعوےٰ کر سکتا ہے کہ اس پر کبھی کوئی مصیبت وارد نہیں ہوئی کسی کی مصیبت اولاد پر وارد ہوتی ہے اور کسی کے مال پر اور کسی کی عزت پر۔ غرض ہر ایک کو کوئی نہ کوئی مصیبت اور ابتلا دیکھنا ہی پڑتا ہے۔ بغیر اس کے دنیا میں چارہ نہیں یہ دنیا کا لازمہ ہے۔ عرب کا ایک پرانا شاعر لکھتا ہے۔ ؎

سئمت تکالیف الحیوۃ ومن یعش
ثمانین حولا لا ابالک یسئم

دنیا میں میں نے بڑی بڑی تکلیفیں دیکھی ہیں اور جو کوئی میری طرح اسّی سال تک جئے گا وہ لامحالہ بھی کچھ دیکھیگا۔

دنیا کے مصائب تو دراصل چند روزہ ہوا کرتے ہیں کوئی جلدی مرا اور کوئی دیر سے مرا۔ آخر سب نے مرنا ہے۔

تکالیف شرعیہ دین کی راہ میں دو قسم کی تکلیفیں ہیں ایک تکالیف شرعیہ۔ جیسا کہ نماز ہے اور روزہ ہے اور حج ہے اور زکوٰۃ ہے۔ نماز کے واسطے انسان اپنے کاروبار کو ترک کرتا ہے اور ان کا ہرج بھی کر کے مسجد میں جاتا ہے۔ سردی کے موسم میں پچھلی رات اُٹھتا ہے۔ ماہ رمضان میں دن بھر کی بھوک اور پیاس برداشت کرتا ہے۔ حج میں سفر کی صعوبتیں اُٹھاتا ہے زکوٰۃ میں اپنی محنت کی کمائی دوسروں کے سپرد کر دیتا ہے یہ سب تکالیف شرعیہ ہیں اور انسان کے واسطے موجب ثواب ہیں اس کا قدم خدا کی طرف بڑھاتی ہیں۔ لیکن ان سب میں انسان کو ایک وسعت دیگئی ہے اور وہ اپنے آرام کی راہ تلاش کر لیتا ہے جاڑے کے موسم میں وضو کے واسطے پانی گرم کر لیتا ہے بہ سبب علالت کھڑا ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھ لیتا ہے۔ رمضان میں سحری میں اُٹھ کر خوب کھانا کھا لیتا ہے بلکہ بعض لوگ ماہ صیام میں معمول سے بھی زیادہ خرچ کھانے پینے پر کر لیتے ہیں غرض ان تکالیف شرعیہ میں کچھ نہ کچھ آرام کی صورت ساتھ ساتھ انسان نکالتا رہتا ہے۔ اس واسطے اس سے پورے طور پر صفائی نہیں ہوتی۔ اور منازل سلوک جلدی سے طے نہیں ہو سکتے۔

تکالیف سماوی لیکن سماوی تکالیف جو آسمان سے اُترتی ہیں ان میں انسان کا اختیار نہیں ہوتا۔ اور بہرحال برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اس واسطے ان کے ذریعہ سے انسان کو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

ہر دو کا ذکر قرآن میں ہر دو قسم کی تکالیف شرعی اور سماوی کا ذکر اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں۔ تکالیف شرعی کے متعلق پہلے سیپارہ میں فرمایا ہے۔ الٓمّٓ۔ ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین یعنے مومن وہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ پر غیب سے ایمان لاتے ہیں اپنی نماز کو کھڑا کرتے ہیں۔ یعنی صد ہا وساوس آکر دل کو اور طرف پھیر دیتے ہیں۔ مگر وہ بار بار خدا کی طرف توجہ کر کے اپنی نماز کو بہ سبب وساوس کے گرتی رہتی ہے۔ بار بار کھڑا کرتے رہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہ تکالیف شرعیہ ہیں۔ مگر ان پر پورے طور سے بھروسہ حصول ثواب کا نہیں ہو سکتا کیونکہ بہت سی باتوں میں انسان غفلت کرتا ہے۔ اکثر نماز کی حقیقت اور مغز سے بے خبر ہو کر صرف پوست کو ادا کرتا ہے۔

تشریح تکالیف سماوی اس واسطے انسانی مدارج کی ترقی کے واسطے سماوی تکالیف بھی رکھی گئی ہیں۔ ان کا ذکر بھی خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے۔ جہاں فرمایا ہے۔ و لنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اولٰئک علیھم صلوات من ربھم ورحمة واولٰئک ھم المھتدون۔ یہ وہ مصائب ہیں۔ جو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے ڈالتا ہے۔ یہ ایک آزمائش ہے جس میں کبھی تو انسان پر ایک بھارے درجہ کا ڈر لاحق ہوتا ہے وہ ہر وقت اس خوف میں ہوتا ہے کہ شاید اب معاملہ بالکل بگڑ جائے گا۔ کبھی فقر وفاقہ شامل حال ہو جاتا ہے ہر ایک امر میں انسان کا گذارا بہت تنگی سے ہونے لگتا ہے۔ کبھی مال میں نقصان نمودار ہوتا ہے۔ تجارت اور دوکانداری بگڑ جاتی ہے۔ یا چور لے جاتے ہیں۔ کبھی ثمرات میں نقصان ہوتا ہے۔ یعنے پھل خراب ہو جاتے ہیں۔ کھیتی ضائع جاتی ہے یا اولاد عزیز مر جاتی ہے۔ محاورہ عرب میں اولاد کو بھی ثمر کہتے ہیں اولاد کا فتنہ بھی بہت سخت ہوتا ہے اکثر لوگ مجھے گھبرا کر خط لکھتے رہتے ہیں کہ آپ دعا کریں کہ میری اولاد ہو۔ اولاد کا فتنہ ایسا سخت ہے کہ بعض نادان اولاد کے مر جانے کے سبب دہریہ ہو جاتے ہیں۔ بعض جگہ اولاد انسان کو ایسی عزیز ہوتی ہے کہ وہ اُس کے واسطے خدا کا ایک شریک بن جاتی ہے بعض لوگ اولاد کے سبب سے دہریہ۔ ملحد اور بے ایمان بن جاتے ہیں بعضوں کے بیٹے عیسائی بن جاتے ہیں تو وہ بھی اولاد کی خاطر عیسائی ہو جاتے ہیں۔ بعض بچے چھوٹی عمر میں مر جاتے ہیں۔ تو وہ ماں باپ کے واسطے سلب ایمان کا موجب ہو جاتے ہیں۔

صدمہ کے مطابق اجر لیکن اللہ تعالیٰ ظالم نہیں۔ جب کسی پر صدمہ سخت ہو۔ اور وہ صبر کرے۔ تو جتنا صدمہ ہو۔ اُتنا ہی اُس کا اجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ رحیم غفور اور ستار ہے۔ وہ انسان کو اس واسطے تکلیف نہیں پہنچاتا کہ وہ تکلیف اُٹھا کر دین سے الگ ہو جائے۔ بلکہ تکالیف اس واسطے آتی ہیں کہ انسان آگے قدم بڑھائے۔ صوفیا کا قول ہے کہ ابتلاء کے وقت فاسق آدمی قدم پیچھے ہٹاتا ہے لیکن صالح آدمی اور بھی قدم آگے بڑھاتا ہے۔ ایک روایت میں لکھا ہے۔

انبیاء اور رسل کس طرح بنتے ہیں کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گیارہ لڑکے فوت ہوئے تھے۔ انبیاء اور رسل کو جو بڑے بڑے مقام ملتے ہیں وہ ایسی معمولی باتوں سے نہیں مل جاتے جو نرمی سے اور آسانی سے پوری ہو جائیں بلکہ ان پر بھاری ابتلاء اور امتحان وارد ہوئے۔ جن میں وہ صبر اور استقلال کے ساتھ کامیاب ہوئے۔ تب خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو بڑے بڑے درجات نصیب ہوئے دیکھو حضرت ابراہیم پر کیسا بڑا ابتلاء آیا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے اور اس چھری کو اپنے بیٹے کی گردن پر اپنی طرف سے پھیر دیا۔ مگر آگے بکرا تھا۔ ابراہیم امتحان میں پاس ہوا اور خدا نے بیٹے کو بھی بچا لیا۔ تب خدا تعالےٰ ابراہیم پر خوش ہوا کہ اُس نے اپنی طرف سے کوئی فرق نہ رکھا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ بیٹا بچ گیا ورنہ ابراہیم نے اس کو ذبح کر دیا تھا اس واسطے اس کو صادق کا خطاب ملا۔ اور توریت میں لکھا ہے کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا اے ابراہیم تو آسمان کے ستاروں کی طرف نظر کر کیا تو ان کو گن سکتا ہے۔ اسی طرح تیری اولاد بھی نہ گنی جائے گی۔ تھوڑے سے وقت کی تکلیف تھی وہ تو گذر گئی اس کے نتیجہ میں کس قدر انعام ملا۔ آج تمام سادات اور قریش اور یہود اور دیگر اقوام

اپنے آپ کو حضرت ابراہیم کا فرزند کہتے ہیں۔ گھڑی دو گھڑی کی بات تھی وہ تو ختم ہو گئی۔ اور اتنا بڑا انعام ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملا۔

تقویٰ مصیبت سے پہچانا جاتا ہے درحقیقت انسان کا تقویٰ تب محقق ہوتا ہے جبکہ اُس پر کوئی مصیبت وارد ہو جب وہ تمام پہلو ترک کر کے خدا کے پہلو کو مقدم کر لے اور آرام کی زندگی کو چھوڑ کر تلخ زندگی قبول کر لے تب انسان کو حقیقی تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ انسان کی اندرونی حالت کی اصلاح نری رسمی نمازوں اور روزوں سے نہیں ہو سکتی بلکہ مصائب کا آنا ضروری ہے ؎

عشق اول سرکش و خونی بود - تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

اول حملہ عشق کا شیر کی طرح سخت ہوتا ہے۔ جس قدر انبیاء اور رسول اور صدیق گذرے ہیں۔ ان میں سے کسی نے معمولی امور سے ترقی نہیں پائی۔ بلکہ ان کے مدارج کا راز اس بات میں تھا۔ کہ انھوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ موافقت تامہ کی۔ مومن کی ساری اولاد ذبح کر دی جائے اور اس کے سوائے بھی اس پر تکالیف پڑیں تب بھی وہ بہرحال قدم آگے بڑھاتا ہے۔

خدا وفادار دوست دیکھو۔ انسان باوجود ہزاروں کمزوریوں کے اپنے سچے دوست کے ساتھ وفاداری کرتا ہے۔ تو کیا خدا جو رحمٰن اور رحیم ہے وہ تمہارے ساتھ وفاداری نہ کریگا۔ خدا سے ایسا پیار کرو۔ کہ اگر ہزار بچہ ایک طرف ہو اور خدا ایک طرف تو خدا کی طرف اختیار کرو۔ اور بچوں کی پرواہ نہ کرو۔

برکات مصائب مصائب تمام انبیاء پر وارد ہوتے رہے ہیں کوئی ان سے خالی نہیں رہا۔ اسی واسطے مصائب کے برداشت کرنے والے کے لئے بڑے بڑے اجر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور اپنے رسول کو خطاب کیا ہے کہ صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیدو جو مصیبت کے وقت کہتے ہیں کہ ایک وقت تھا کہ ہمارا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ خدا نے ہم کو پیدا کیا ہے اور اس کی ہم امانت ہیں۔ اور اسی کے پاس جانا ہے ایسے لوگوں کے واسطے بشارت ہے۔ ان مصائب کے ذریعہ سے جو برکات حاصل ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے جو خاص بشارت ملتی ہے وہ نماز روزہ زکوٰۃ سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ نماز کما حقہ ادا ہو جاوے تو بہت عمدہ شئے ہے مگر خدا کی طرف سے جو نشانہ لگتا ہے وہ سب سے زیادہ ٹھیک بیٹھتا ہے اور اُسی سے ہدایت اور رستگاری حاصل ہوتی ہے۔

جماعت کو خطاب اب اہل جماعت غور سے سُنیں اور اس بات کو سمجھیں کہ دونوں قسم کی تکالیف خدا تعالیٰ نے تمہارے واسطے رکھی ہیں۔ اول تکالیف شرعی ہیں اُن کی برداشت کرو۔ دوسری تکالیف قضا و قدر کی ہیں۔ اکثر انسان شرعی تکالیف کو کسی نہ کسی طرح ٹال دیتے ہیں اور ان کو پورے طور سے ادا نہیں کرتے مگر قضا و قدر سے کون بھاگ سکتا ہے۔ اس میں انسان کا اختیار نہیں۔ یاد رکھو انسان کے واسطے یہی ایک عالم نہیں بلکہ اس کے بعد ایک اور عالم ہے۔ یہ تو ایک بہت ہی مختصر زندگی ہے۔ کوئی بچپن ساٹھ سال کی عمر میں مر گیا کسی نے دس بارہ سال اور گذار لئے۔ اس جگہ کی مصائب کا خاتمہ تو موت کے ساتھ ہو جاتا ہے مگر اس عالم کا خاتمہ نہیں جب قیامت برحق ہے اور وہ ایمان کا لازمہ ہے۔ تو اس چند روزہ زندگی کی تکالیف کا برداشت کر لینا کیا مشکل ہے۔ اس دائمی جہان کے واسطے کوشش کرنی چاہیئے۔ جو شخص کوئی تکلیف بھی نہیں اٹھاتا وہ کیا سرمایہ رکھتا ہے۔

مومن کی نشانی مومن کی نشانی یہ ہے کہ وہ صرف صبر کرنے والا نہ ہو بلکہ اس سے بڑھکر یہ ہے۔ کہ مصیبت پر راضی ہو۔ خدا کی رضاء کے ساتھ اپنی رضاء کو ملا لے۔ یہی مقام اعلیٰ ہے مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ کی رضاء کو مقدم رکھنا چاہیئے۔ منعم کو نعمتوں پر مقدم رکھو۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب ان پر کوئی مُصیبت آتی ہے۔ تو وہ شکوہ شروع کرتے ہیں۔ گویا خدا تعالیٰ کے ساتھ قطع تعلق کرتے ہیں بعض عورتیں کوستی ہیں اور گالیاں دیتی ہیں بعض مرد بھی ایمانی حالت میں ناقص ہوتے ہیں۔

ضروری نصیحت یہ ایک ضروری نصیحت ہے اور اس کو یاد رکھو۔ کہ اگر کوئی خفیف مُصیبت نہ ہو تو اُسے ڈرنا چاہیئے کہ ایسا نہ ہو کہ اس سے بڑھکر اس پر کوئی مُصیبت گرے۔ کیونکہ دُنیا دار المصائب ہے اور اس میں غافل ہو کر بیٹھنا اچھا نہیں۔ اکثر مصائب متنبہ کرنے کے واسطے آتے ہیں۔ ابتدا میں اس کی صورت خفیف ہوتی ہے انسان اس کو مصیبت نہیں سمجھتا۔ پھر وہ بے تاب کرنے والی مُصیبت ہو جاتی ہے دیکھو اگر کسی کو آہستگی سے دبایا جائے۔ تو اس کے بدن کو آرام پہنچتا ہے وہی ہاتھ زور سے مارا جائے تو موجب دُکھ ہو جاتا ہے۔ ایک مُصیبت سخت ہوتی ہے جو وبال جان بن جاتی ہے۔ قرآن شریف نے ہر دو مصائب کا ذکر کر دیا ہے۔ مصائب رفع درجات کے واسطے ہوتے ہیں۔

موقع خدمت کو غنیمت سمجھو حضرت ابراہیم اس بات پر روتے دھوتے نہ رہے۔ کہ خدا نے مجھ سے بیٹا مانگا ہے بلکہ اُنھوں نے اس بات پر خدا تعالیٰ کا شکر کیا کہ ایک خدمت کا موقعہ ملا ہے۔ لڑکے کی ماں نے بھی رضامندی دی اور لڑکا بھی اس بات پر راضی ہوا۔ ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک مسجد کا مینار گر گیا تو شاہ وقت نے سجدہ کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس خدمت میں سے حصہ لینے کا موقعہ دیا ہے۔ جو بزرگ بادشاہوں نے اس مسجد کی بنا رکھنے میں حاصل کی تھی۔ وقت تو بہرحال گذر جاتا ہے۔ گوشت پلاؤ کھانے والے بھی آخر مر جاتے ہیں

ایک لاکھ چوبیس ہزار شہادت لیکن جو شخص تلخیاں دیکھکر صبر کرتا ہے۔ اس کو بالآخر اجر ملتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی اس بات پر شہادت ہے کہ صبر کا اجر ضرور ہے۔

آخر صبر کرنا ہی پڑتا ہے جو لوگ خدا کی خاطر صبر نہیں کرتے اُن کو بھی صبر کرنا ہی پڑتا ہے مگر بجبر نہ وہ ثواب ہے اور نہ اجر۔ کسی عزیز کے مرنے کے وقت عورتیں سیاپہ کرتی ہیں بعض نادان مرد سر پیٹا کرتے ڈالتے ہیں۔ تھوڑے عرصہ کے بعد خود ہی صبر کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور وہ سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ ایک عورت کا ذکر ہے کہ اُس کا بچہ مر گیا تھا اور وہ قبر پر کھڑی سیاپہ کر رہی تھی۔ آں حضرت ؐ وہاں سے گذرے آپ نے اُسے فرمایا تو خدا سے ڈر اور صبر کر اس کمبخت نے جواب دیا کہ تو جا۔ تجھ پر میری جیسی مُصیبت نہیں پڑی۔ بدبخت نہیں جانتی تھی۔ کہ آپ تو گیارہ بچوں کے فوت ہونے پر بھی صبر کرنے والے ہیں۔ جب اس کو بعد میں معلوم ہوا کہ اُس کو نصیحت کرنے والے خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو پھر آپکے گھر میں آئی اور کہنے لگی۔ کہ یا رسول میں صبر کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ الصبر عند مُصیبت الاولی۔ صبر وہ ہے جو پہلے ہی مُصیبت پر کیا جائے غرض بعد میں خود وقت گذرنے پر رفتہ رفتہ صبر کرنا ہی پڑتا ہے صبر وہ ہے جو ابتدا ہی میں انسان اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کرے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیتا ہے۔ یہ بے حساب اجر کا وعدہ صرف صبر کرنے والوں کے واسطے ہی مقرر ہے۔

آج ہی اپنی اصلاح کر لو کسی کو کیا خبر ہے کہ آج کیا ہے اور کل کیا ہونے والا ہے ابھی ہمارے پاس کئی خطوط ولایت سے آئے ہیں جن میں لکھا ہے کہ ایک ایسا زلزلہ آیا کہ لوگ چیخ اُٹھے بلکہ بعض نے کہا کہ یہ زلزلہ ۴- اپریل والے زلزلے کے برابر تھا دیکھو اس ایک مہینہ میں تین بار زلزلہ آچکا ہے اور آگے ایک سخت زلزلہ کے آنے کی خبر خدا تعالیٰ دے چکا ہے وہ زلزلہ ایسا سخت ہوگا کہ لوگوں کو دیوانہ کر دے گا۔ لوگوں نے غفلت کر کے خدا کو بھلا دیا ہے اور خوشی میں بیٹھے ہیں مگر جن لوگوں نے خدا کو پا لیا ہے۔ وہ تلخ زندگی کو قبول کرنے کے واسطے طیار ہیں۔ مصائب کا آنا ضروری ہے خدا کی سُنت ٹل نہیں سکتی ہر ایک کو چاہیئے۔ کہ خدا سے دعا اور استغفار میں مصروف رہے اور خدا تعالیٰ کی رضاء کے ساتھ اپنی رضا کو ملائے۔ جو شخص پہلے سے فیصلہ کر لیتا ہے ٹھوکر نہیں کھاتا۔ مال۔ اولاد۔ بیوی۔ بھائیوں سے پہلے ہی سمجھ لے کہ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں یہ سب امانت خداوندی ہیں۔ جب تک ہیں ان کی قدر۔ عزت۔ خاطر خدمت کرو۔ جب خدا اپنی امانت کو واپس لے لے تو پھر رنج نہ کرو۔

دین کی جڑ دین کی جڑ اس میں ہے۔ کہ ہر امر میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھو۔ دراصل ہم تو خدا کے ہیں اور خدا ہمارا ہے اور کسی سے ہم کو کیا غرض ہے۔ ایک نہیں کروڑ اولاد مر جائے پر خدا راضی رہے۔ تو کوئی غم کی بات نہیں۔ اگر اولاد زندہ بھی رہے تو بغیر خدا کے فضل کے وہ بھی موجب ابتلاء ہو جاتی ہے بعض آدمی اولاد کی وجہ سے جیل خانوں میں

[illegible] عیسائیوں میں بھی ایک فرقہ ہے جس کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ہیں۔

جاتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کا قصہ لکھا ہے کہ وہ اولاد کی شراکت کے سبب پابزنجیر تھا۔ اولاد کو مہمان سمجھنا چاہیئے اس کی خاطرداری کرنی چاہیئے۔ اس کی دلجوئی کرنی چاہیئے مگر خداتعالیٰ پر کسی کو مقدم نہیں کرنا چاہیئے اولاد کیا بنا سکتی ہے۔ خدا کی رضا ضروری ہے۔

نماز میں وساوس کیوں آتے ہیں جن لوگوں کو خدا کی طرف پورا التفات نہیں ہوتا اُنہیں کو نماز میں بہت وساوس آتے ہیں دیکھو ایک قیدی جبکہ ایک حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو کیا اُس وقت اُس کے دل میں کوئی وسوسہ گذر جاتا ہے ہرگز نہیں وہ ہمہ تن حاکم کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس فکر میں ہوتا ہے کہ ابھی حاکم کیا حکم سُناتا ہے اس وقت تو وہ اپنے وجود سے بھی بالکل بے خبر ہوتا ہے ایسا ہی جب صدق دل سے انسان خدا کی طرف سے رجوع کرے اور سچے دل سے اس کے آستانہ پر گرے تو پھر کیا مجال ہے۔ کہ شیطان وساوس ڈال سکے۔

شیطان سے بچو شیطان انسان کا پورا دشمن ہے۔ قرآن شریف میں اس کا نام عدو رکھا گیا ہے اس نے اول تمہارے باپ کو نکالا۔ پھر وہ اس پر خوش نہیں اب اُس کا یہ ارادہ ہے کہ تم سب کو دوزخ میں ڈالدے یہ دوسرا حملہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہے وہ ابتداء سے بدی کرتا چلا آیا ہے وہ چاہتا ہے۔ کہ تم پر غالب آوے لیکن جبتک کہ تم ہر بات میں خداتعالیٰ کو مقدم رکھو گے وہ ہرگز تم پر غالب نہ آسکے گا۔ جب انسان خدا کے راہ میں دُکھ اُٹھاتا ہے اور شیطان سے مغلوب نہیں ہوتا تب اس کو ایک نور ملتا ہے۔

حقیقت ثاقب جبکہ مومن سب باتوں پر خداتعالیٰ کو مقدم کرلیتا ہے تب اُس کا خدا کی طرف رفع ہوتا ہے وہ اسی زندگی میں خداتعالیٰ کی طرف اُٹھایا جاتا ہے اور ایک خاص نور سے منور کیا جاتا ہے اس رفع میں وہ شیطان کی زد سے ایسا بلند ہو جاتا ہے کہ پھر شیطان کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ ہر ایک چیز کا خداتعالیٰ نے اس دُنیا میں بھی ایک نمونہ رکھا ہے اور یہ اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ شیطان جب آسمان کی طرف چڑھنے لگتا ہے تو ایک شہاب ثاقب اس کے پیچھے پڑتا ہے جو اسکو نیچے گرا دیتا ہے۔ ثاقب روشن ستارے کو کہتے ہیں۔ اس چیز کو بھی ثاقب کہتے ہیں جو بہت اُونچی چلی جاتی ہو۔ اس میں حالت انسانی کیواسطے ایک مثال بیان کی گئی ہے۔ جو اپنے اندر ایک نہ صرف ظاہری بلکہ ایک مخفی حقیقت بھی رکھتی ہے۔ جب ایک انسان کو خداتعالیٰ پر پکا ایمان حاصل ہو جاتا ہے تو اُس کا خداتعالیٰ کی طرف رفع ہو جاتا ہے اور اس کو ایک خاص قوت اور طاقت اور روشنی عطا کی جاتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ شیطان کو نیچے گرا دیتا ہے۔ ثاقب مارنے والے کو بھی کہتے ہیں۔ ہر ایک مومن کیواسطے لازم ہے کہ وہ اپنے شیطان کو مارنے کی کوشش کرے اور اُسے ہلاک کر ڈالے۔ جو لوگ روحانیت کی سائینس سے ناواقف ہیں وہ ایسی باتوں پر ہنسی کرتے ہیں مگر دراصل وہ خود ہنسی کے لائق ہیں ایک قانون قدرت ظاہری ہے ایسا ہی ایک قانون قدرت باطنی بھی ہے۔ ظاہری قانون باطنی کے واسطے بطور ایک نشان کے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اپنی وحی میں فرمایا ہے۔ کہ انت منی بمنزلۃ الثاقب یعنے تو مجھ سے بمنزلہ ثاقب ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ میں نے تجھے شیطان کے مارنے کے واسطے پیدا کیا ہے۔ تیرے ہاتھ سے شیطان ہلاک ہو جائیگا۔ شیطان بلند نہیں جاسکتا اگر مومن بلندی پر چڑھ جائے۔ تو شیطان پھر اسپر غالب نہیں آسکتا۔ مومن کو چاہیئے۔ کہ وہ خداتعالیٰ سے دعا کرے کہ اس کو ایک ایسی طاقت مل جائے جس سے وہ شیطان کو ہلاک کر سکے۔ جتنے بُرے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ ان سب کا دور کرنا شیطان کو ہلاک کرنے پر منحصر ہے۔

استقلال چاہیئے مومن کو چاہیئے۔ کہ استقلال سے کام لے ہمت نہ ہارے۔ شیطان کو مارنے کے پیچھے پڑا رہے۔ آخر وہ ایکدن کامیاب ہو جائیگا خداتعالیٰ رحیم و کریم ہے جو لوگ اس کے راہ میں کوشش کرتے ہیں وہ آخر ان کو کامیابی کا منہ دکھا دیتا ہے۔ بڑا درجہ انسان کا اسی میں ہے۔ کہ وہ اپنے شیطان کو ہلاک کرے۔

خوابوں پر ناز نہ کرو ایسے ضروری کام کو چھوڑ کر جو مومن کا اصل منشا ہے بعض لوگ اور باتوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ مثلاً کسی کو ایک خواب آجائے۔ یا چند الفاظ زبان پر جاری ہو جائیں۔ تو وہ سمجھتا ہے۔ کہ میں اب ولی ہو گیا ہوں۔ یہی نقطہ ہے جس پر انسان دھوکہ کھاتا ہے خواب تو چوہڑوں چماروں اور کنجروں کو بھی آجاتے ہیں اور سچے بھی ہو جاتے ہیں۔ ایسی چیز پر فخر کرنا تو لعنت ہے۔ فرض کرو کہ ایک شخص کو چند خوابیں آگئی ہیں اور وہ سچی بھی ہو گئی ہیں مگر اس سے کیا بنتا ہے کیا سخت پیاس کے وقت ایک شخص کو دو چار قطرے پانی کے پلائے جاویں۔ تو وہ بچ جائیگا ہرگز نہیں بلکہ اس کی طپش اور بھی بڑھے گی۔ ایسا ہی جبتک کہ کسی انسان کو پوری مقدار معرفت کی اپنی کیفیت اور کثرت کے ساتھ حاصل نہ ہو۔ تب تک یہ خوابیں کچھ شئے نہیں۔

قابل تشفی حالت انسان کی عمدہ اور قابل تشفی وہ حالت ہے کہ وہ عملی رنگ میں درست اور صاف ہو اس کی عملی حالت خود اُس پر گواہی دے۔ خداتعالیٰ کے برکات اور زبردست خوارق اس کے ساتھ ہوں اور ہر دم اس کی تائید کرتے ہوں تب خدا اس کے ساتھ ہے اور وہ خدا کے ساتھ ہے۔

آجکل کے ملہمین ہر ایک بات میں شیطان ایک موقع نکال لیتا ہے کہ لوگوں کو کسی طرح سے بہکائے چونکہ ہم بار بار اپنی وحی اور الہام پیش کرتے ہیں اس واسطے بعض لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ ہم بھی ایسا ہی کریں۔ یہ ایک ابتلاء ہے جو اِن پر وارد ہوا۔ اور اس ہلاکت کی راہ میں شیطان نے ان کی امداد کی امداد ان کو شیطانی القاء اور حدیث نفس شروع ہوا۔ چراغ دین۔ الٰہی بخش۔ فقیر مرزا۔ اور دوسرے بہت سے اس راہ میں ہلاک ہو گئے اور ہنوز بہت سے ایسے ہی ہیں جن کا قدم اسی راہ پر ہے۔

اہل جماعت خبردار رہیں ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے کہ ایسی باتوں سے دل ہٹالیں۔ قیامت کے دن خداتعالیٰ اُن سے یہ نہیں پوچھے گا کہ تم کو کس قدر الہام ہوئے تھے یا کتنی خوابیں آئی تھیں۔ بلکہ عمل صالح کے متعلق سوال ہوگا کہ کس قدر نیک عمل تم نے کئے ہیں۔ الہام وحی تو خداتعالیٰ کا فعل ہے کوئی انسانی عمل نہیں، خدا کے فضل پر اپنا فخر جاننا اور خوش ہونا جاہل کا کام ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔ کہ آپ بعض دفعہ رات کو اس قدر عبادت میں کھڑے ہوتے تھے۔ کہ پاؤں پر ورم ہو جاتا تھا۔ ساتھی نے عرض کی کہ آپ تو گناہوں سے پاک ہیں۔ اس قدر محنت پھر کس لئے۔ فرمایا۔ افلا اکون عبدا شکورا۔ کیا میں شکر گذار نہ بنوں۔

ناامید نہ ہو انسان کو چاہیئے کہ مایوس نہ ہووے۔ گناہوں کا حملہ سخت ہوتا ہے اور اصلاح مشکل نظر آتی ہے مگر گھبرانا نہیں چاہیئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو بڑے گنہگار ہیں۔ نفس ہم پر غالب ہے ہم کیونکر نیکوکار ہو سکتے ہیں ان کو سوچنا چاہیئے کہ مومن کبھی ناامید نہیں ہوتا۔ خدا کی رحمت سے ناامید ہونا شیطان ہے اور کوئی نہیں۔ مومن کو کبھی بُزدل نہیں ہونا چاہیئے۔ گو کیسا ہی گناہ سے مغلوب ہو۔ پھر بھی خداتعالیٰ نے انسان میں ایک ایسی قدرت رکھی ہے کہ وہ بہرحال گناہ پر غالب آہی جاتا ہے۔ انسان میں گناہ سوز قوت خدا نے رکھی ہے جو اس کی فطرت میں موجود ہے۔

ایک لطیف تمثیل دیکھو۔ پانی کو کیسا ہی گرم کیا جائے ایسا سخت گرم کیا جائے۔ کہ جس چیز پر ڈالیں وہ چیز بھی جل جائے پھر بھی اگر اس کو آگ پر ڈالو تو وہ آگ کو بجھا دیگا کیونکہ اُس میں خداتعالیٰ نے یہ خاصیت رکھدی ہے کہ وہ آگ کو بجھا دے ایسا ہی انسان کیسا ہی گناہ میں ملوث ہو اور کیسا ہی بدکاری میں غرق ہو پھر بھی اس میں یہ طاقت موجود ہے کہ وہ معاصی کی آگ کو بجھا سکتا ہے اگر یہ بات انسان میں نہ ہوتی تو پھر وہ مکلف نہ ہوتا بلکہ پیغمبروں کا آنا بھی پھر غیر ضروری ہوتا۔ مگر دراصل فطرت انسانی پاک ہے اور جیسا کہ جسم کے لئے بھوک اور پیاس ہے۔ تو کھانا اور پینا بھی آخر میسر آجاتا ہے انسان کے واسطے دم لینے کے واسطے ہوا کی ضرورت ہے تو وہ موجود ہے اور جسم کے لئے جس قدر سامان ضروری ہیں۔ جبکہ وہ سب مہیا کر دیئے جاتے ہیں تو پھر روح کے واسطے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ کیوں مہیا نہ ہوں گی۔ خداتعالیٰ رحیم و غفور اور ستار ہے۔ اس نے روحانی بچاؤ کے واسطے بھی تمام سامان مہیا کر دیئے ہیں انسان کو چاہیئے کہ روحانی پانی کو تلاش کرے تو وہ اُسے ضرور پالیگا اور روحانی روٹی کو ڈھونڈے تو وہ اُسے ضرور دیجائے گی جیسا کہ ظاہری قانون قدرت ہے۔ ویسا ہی باطن میں بھی قانون قدرت ہے۔ لیکن تلاش شرط ہے جو تلاش کریگا وہ ضرور پالیگا۔ خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں جو شخص سعی کریگا خداتعالیٰ اس سے ضرور راضی ہو جائے گا۔

آفتاب نکل آیا ہے یہ آخری زمانہ تھا اور تاریکی سے بھرا ہوا تھا۔ اس زمانہ کے متعلق خداتعالیٰ کا وعدہ تھا کہ اس زمانہ میں ایک آفتاب نکلے گا۔ مولوی لوگوں کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس زمانہ میں تقوے کی کیا حالت ہو رہی ہے ایک آدمی نے چار روپیہ کے زیور کے پیچھے ایک بچے کو قتل کر دیا تھا۔ ان مولویوں سے جو ہم پر کفر کا فتوے لگاتے ہیں۔ کوئی یہ پوچھے کہ کیا ہم کلمہ نہیں پڑھتے پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے نزدیک ہم ہندو

عیسائی وغیرہ ہر ایک سے بدتر ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ مولوی لوگ طمع نفسانی کے بندے ہیں ایک شخص نے مجھے خوب کہا تھا کہ ان مولویوں کا خاموش کرانا کیا مشکل تھا آپ ان سب کو بلا کر دو دو روپے دیدیتے تو سب خاموش ہو جاتے اور کوئی بھی آپ کی مخالفت نہ کر سکتا۔ میں نے کہا کہ ہم نے تو ان لوگوں کے تقویٰ پر بھروسہ کیا تھا ہمیں کیا معلوم تھا کہ ایسے نفسانی بندے نکلینگے یہ تو ممبروں پر کھڑے ہو کر کہا کرتے تھے۔ کہ موسیٰ کہاں اور عیسیٰ کہاں ہمیں کیا معلوم تھا کہ باوجود ایسے خطبے پڑھنے اور سنانے کے یہ وفات مسیح پر ایسے مشتعل ہوں گے کہ گویا تمام دار و مدار اسلام کا حضرت عیسیٰ کی زندگی پر ہے۔

ہلاکت شیطان کا وقت ہے

لیکن یہ لوگ جو چاہیں سو کرلیں۔ اب تو خدا تعالیٰ کا ارادہ ہو چکا ہے کہ شیطان کو ہلاک کردے شیطان کی یہ آخری جنگ ہے۔ اور وہ ضرور ہلاک ہوگا۔ وہ ضرور قتل کیا جائیگا۔ شیطان نے بھی حیات مسیح میں پناہ لی ہے مگر وفات مسیح کے ثبوت کے ساتھ ہی شیطان بھی ہلاک ہو جائیگا۔ شیطان نے پادریوں کے ہاں اور ان کے حامیوں کے ہاں بسیرا کیا ہے مگر خدا کے مسیح کے ساتھ ملائک اور راستباز لوگ جمع ہو رہے ہیں اور اسلام کی مخالفت میں ہر طرح کا زور دکھایا جارہا ہے۔

ہند مجموعۃ المذاہب ہے

اوّل تو یہ زمانہ ہی ایسا ہے کہ بسبب تار۔ ڈاک۔ ریل تمام زمین گویا ایک ہی شہر بن رہی ہے ہر وقت کی خبریں آتی ہیں۔ کثرت سے لوگ اِدھر اُدھر آتے جاتے ہیں۔ مگر بالخصوص ہندوستان ایسا ملک ہے جس میں ہر قسم کے لوگ موجود ہیں ایسے بھی ہیں جو وجود باری تعالیٰ کے منکر ہیں پھر بے قید لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں جو چاہو سو کرو پھر کتاب کے منکر برہمو موجود ہیں انسان کے پجاری بھی ہیں پتھروں کو خدا ماننے والے بھی ہیں ایک لاکھ سے زائد مرتد عیسائی موجود ہیں سورج پرست ہیں پانی کی پوجا کرنے والے آگ کی پوجا کرنے والے ہیں۔ آتش پرستی کے بڑے مندر کو زلزلے نے گرا دیا تھا تو اب نیا بنا رہے ہیں اور نہیں جانتے کہ ایک زلزلہ اور آنے والا ہے۔ آزادی اس قسم کی ہے کہ جو جس کے جی میں آتا ہے وہ کہہ گذرتا ہے کسی کی پرواہ نہیں۔ غرض یہ وہی وقت ہے۔ اور بالخصوص ہند میں یہی نظارہ موجود ہے جس کے واسطے پہلے سے پیشگوئی کی گئی تھی عیسائی لوگ پچاس پچاس ہزار کتاب اسلام کے برخلاف شائع کر رہے ہیں۔ آریہ سماجی کہتے ہیں کہ کئی ارب رسالوں کے بعد دنیا میں ایک کتاب آتی ہے اور وہ بار بار وید ہی ہوتے ہیں اور ہند میں ہی آتے ہیں۔ اور سنسکرت کی ہی زبان ان کے لئے خاص ہے۔ گویا پرمیشر کو اور کسی ملک یا زبان کی خبر ہی نہیں۔ نہیں معلوم۔ کہ پرمیشر ہندوستان پہ ایسا کیوں ریجھ گیا ہے اور باوجود اس کے ہندوؤں کو ایسی ذلت میں کیوں رکھا ہے اس وقت عیسائی بھی بادشاہ ہیں مسلمان بھی بادشاہ ہیں۔ بدھ بھی بادشاہ ہیں مگر کہیں آریوں کی بادشاہی نہیں معلوم نہیں کہ پرمیشر کو کیوں یہ بہت پسند آیا شائد اس وجہ سے کہ یہاں نیوگی لوگ رہتے ہیں جو اپنی زندگی میں اپنی بیوی کے واسطے موٹا تازہ خاوند تلاش کرتے ہیں کہ اس سے ہم بستر ہو اور اس کے لئے خوبصورت بچے جنے اور یہ بھی شرط ضروری ہے کہ وہ بیرج داتا برہمن ہو عجب انسان کو ہنسی آتی ہے۔

آریوں میں ابدی نجات کے واسطے کوئی راہ نہیں

کہ آریوں کا یہ ناپاک عقیدہ ہے کہ انسان ایک مدت تک نجات یافتہ ہو کر مکتی خانہ میں رہے اور پھر ناکردہ گناہ کی وجہ سے وہاں سے نکالا جاوے اور کتا سور بلا بنایا جاوے آریہ کہتے ہیں کہ پرمیشر ہر ایک انسان میں تھوڑا سا گناہ بطور بیج کے لازماً باقی رکھ لیتا ہے۔ جو اس کو دوبارہ پھنسانے کے کام آتا ہے لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اس بقیہ گناہ کے سبب پھر سزائیں ایسی مختلف کیوں دی جاتی ہیں کہ کوئی شیر بنایا جاوے اور کوئی بکری کوئی بچھو اور سانپ بنایا جاوے اور کوئی گھوڑا اور ہاتھی اور کوئی کرم ناپاک بنایا جائے اور کوئی انسان پیدا۔ پھر انسانوں میں کوئی مرد بنایا جائے اور کوئی عورت۔ اس تفریق کا کیا سبب ہو سکتا ہے۔

اس قدر جونیں کیوں نہیں

پھر یہ بھی آریوں کا ایک عجیب مسئلہ ہے کہ مختلف گناہوں کے سبب مختلف جونیں ملتی ہیں اس سے تو لازم آتا ہے کہ جس قدر جونیں ہیں اسی قدر گناہوں کی تعداد ہو اور چونکہ الہامی کتاب صرف وید ہی ہے اس واسطے وہ تمام گناہ وید میں مرکوز ہونے چاہئیں لیکن جب وید کے احکام کو دیکھا جاتا ہے تو ان کی گنتی آریوں کے نزدیک بھی چند سو سے زیادہ نہ ہوگی۔ لیکن کئی ہزار قسم کے جانور تو جنگلوں میں موجود ہیں۔ کئی ہزار قسم کے کیڑے مکوڑے زمین پر رینگ رہے ہیں۔ پھر درختوں کے پرند اور سمندر کے جانور جن کی گنتی ہی نہیں یہ اتنی جونیں کہاں سے آگئیں۔

کیا ہماری جماعت محدود ہے

آریہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ روحوں کو بہشت میں سے نکالنے کی ضرورت اس واسطے پڑے گی کہ ان کی عبادت بہت محدود زمانہ کی تھی ایسی محدود عبادت کا بدلا بھی محدود وقت کے لئے ہونا چاہئے مگر یہ عقیدہ بہت ہی فاسد ہے آریہ لوگ ایسے محدود وقت کے خیال سے عبادت کرتے ہوں گے اسلام میں تو یہ بات نہیں۔ ہمارا عہد تو خدا کے ساتھ ابدی ہے ہم کسی محدود وقت کی نیت کے ساتھ خدا کی عبادت نہیں کرتے بلکہ ایسی نیت کو کفر جانتے ہیں ہم نے تو ہمیشہ کے لئے خدا کی عبادت کا جُوا اپنے گلے میں ڈال لیا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں وفات دے۔ تو بھی ہماری نیت میں کوئی فرق نہیں۔ ہم اسی عبادت کے ثواب کو ساتھ لے کر فوت ہوتے ہیں۔ ہم اس کو محدود نہیں رکھتے۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے

کہ قرآن شریف نے ایسا خدا پیش نہیں کیا جو ایسی ناقص صفات والا ہو۔ کہ نہ وہ روحوں کا مالک ہے نہ ذرات کا مالک ہے نہ ان کو نجات دے سکتا ہے نہ کسی کی توبہ قبول کر سکتا ہے بلکہ ہم قرآن شریف کے رو سے خدا کے بندے ہیں جو ہمارا خالق ہے ہمارا مالک ہے ہمارا رازق ہے۔ رحمان ہے۔ رحیم ہے۔ مالک یوم الدین ہے۔ مومنوں کے واسطے یہ شکر کا مقام ہے۔ کہ اس نے ہم کو ایسی کتاب عطا کی جو اس کے صحیح صفات کو ظاہر کرتی ہے یہ خدا تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے۔

افسوس بے قدر [illegible]

افسوس ہے ان بدنصیبوں پر جو اس نعمت کی قدر نہ کی۔ ان مسلمانوں پر بھی افسوس ہے جن کے سامنے عمدہ کھانا اور ٹھنڈا پانی رکھا گیا ہے لیکن وہ پیٹھ دیکر بیٹھ گئے اور اس کھانے کو نہیں کھاتے۔ زمانہ کے مصائب سے بچانے کے واسطے ان کے لئے ایک وسیع محل طیار کیا گیا جس میں ہزار ہا آدمی داخل ہو سکتے ہیں مگر افسوس کہ وہ خود بھی داخل نہ ہوئے اور دوسروں کو بھی داخل ہونے سے روک دیا۔

یہ نفخ صور کا وقت ہے

کیا پہلے سے نہیں کہا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں ایک کرنا آسمان سے پھونکی جائے گی کیا وحی خدا کی آواز جس سے انبیاء جو آتے ہیں وہ کرنا کا حکم رکھتے ہیں نفخ صور سے یہی مراد تھی کہ اس وقت ایک مامور کو بھیجا جائے گا۔ وہ [illegible] کون کسی کو درست کر سکتا ہے جب تک کہ خدا درست نہ کرے۔ خدا تعالیٰ اپنے نبی کو ایک قوت جاذبہ عطا کرتا ہے کہ لوگوں کے دل اس کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں خدا کے کام کبھی جلد نہیں [illegible] ایک قدر [illegible] کشش کا [illegible] اب وہ وقت آگیا ہے۔ جس کی خبر تمام انبیاء پہلے سے دیتے چلے آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فیصلہ کا وقت قریب ہے اس سے ڈرو اور توبہ کرو۔ فقط

عید الاضحیٰ

عید الضحیٰ یہاں [illegible] ۱۵ [illegible] کو پڑھی گئی [illegible] روز چونکہ حضرت کو [illegible] ہوا تھا۔ اور ۱۱ بجے تک بھی [illegible] نہیں ہوا تھا۔ اس لئے نماز عید مبارک میں ادا کی گئی معمول کے موافق عید کی نماز حضرت حکیم الامت نے پڑھائی اور بعد نماز ایک لطیف حقانی خطبہ پڑھا جس میں قربانی کی حقیقت ظاہر کر کے بتائی اور تقویٰ اللہ کی فلاسفی اور اس کے حاصل کرنے کی راہ کا بیان فرمایا [illegible] کے حاصل کرنے کے لئے راستبازوں اور صادقوں کی صحبت اور معیت کی ضرورت ہے۔

[illegible] حضرت حکیم الامت کی طبیعت [illegible] بہت ضعف تھا مگر خدا تعالیٰ کے فضل کی بات ہے کہ عید کی نماز اور خطبہ آپ نے پوری طاقت سے پڑھا [illegible]

توشۂ آخرت

ساتھہ لے جاتے ہین اپنے ہم فقط اعمال نیک
اے عزیز وبے ثبات وبے بقا ہے یہ جہان۔
ہیچ ہے ارض وسما لاشے ہے یہ کون مکان
صاحب دولت ہو کوئی یا ہو کوئی خرقہ پوش
ایک ہی راستہ بنا ہے واسطے سب کے یہان
ایک تانتا بندہ رہا ہے کوچ کا صبح ومسا
آگے پیچھے چل رہا ہے سب کا یان سے کاروان
ساتھہ لے جاتے ہین اپنے ہم فقط اعمال نیک
اور اس دنیا سے کچھہ بھی جا نہین سکتا وہان
نیکنامی بھی خدا جانے ہے کیا جادو بھری
اصل اگر پوچھو فقط یہ زندگانی کی ہے جان
نیک طینت موت سے ہرگز نہین ڈرتے کبھی
خوف سے مرنے کے وہ کرتے نہین آہ وفغان
سر پہ گر آفت پڑے تو مستقل رہتے ہین وہ
صبر سے اون کا سبک ہوتا ہے سب بار گران
صبر واستقلال بھی کیسی مزے کی چیز ہے
گر خدا بخشے تو اس سے کچھہ نہین اچھا یہان
دیکھہ لو اُن کو جو رہتے ہین یہان دل مستقل
مضطرب ہوتے نہین گو لاکھہ جھلیین سختیان
کوئی مشکل سامنے آئے تو وہ مشکل نہین۔
دکھہ پہنچتا ہے مگر رہتے ہین ہر دم شادمان
جی چُراتے سختیون سے کب ہین چورون کی طرح
کاہ جانے کوہ کو بھی ایسے ہین وہ پہلوان
بوجھہ اپنا وہ اُٹھاتے ہین سبکباری کے ساتھہ
ہلکے رہتے ہین اگرچہ سر پہ ہو بار گران
کوئی بھاری بوجھہ انہین ہرگز دبا سکتا نہین
اور نہ سختی جھیلنے سے اُن کی اُکتاتی ہے جان
مثل گل وہ گلشن عالم مین رہتے ہین کھلے
اُن کے گلزار وفا مین آ نہین سکتی خزان
بات یہ ہے ان کی کرتا ہے مدد رب جلیل
پاتے ہین انجام جس سے کاروبار این وآن
روبرو ہوتے ہین اُس کے کل جہان کے انتظام
کوئی بھی اس سے چھپا سکتا نہین راز نہان
کیا جلالی شان ہے کیا قوت پروردگار
رہتے ہین حاضر حضوری مین ملک اُسکو وہان
ہان یہی قدرت ہے جس سے بنتی ہے بگڑی ہوئی
میدہد مارا مدد ہردم خدا از آسمان۔

وقف اولاد کے مسئلہ کے متعلق ایک نہایت ضروری تحریک

جناب من یہ ایک بدیہی اور مسلم الثبوت واقعہ ہے کہ انگریزی گورنمنٹ نے عموماً یہ اصول ملحوظ رکھا ہے اور ابتدائے حکومت سے آج تک اس پر نہایت مضبوطی سے قایم ہے۔ کہ کسی مذہب کے مذہبی احکام اور مسایل سے بلا کسی سخت مجبوری حالت کے تعرض نہ کیا جائے۔ اور یہ وہ خصوصیت ہے۔ کہ انگریزی گورنمنٹ کے سوا تمام دنیا مین اُس کی بہت کم مثال مل سکتی ہے۔ با اینہمہ وقف اولاد کے مسئلہ مین قیصر ہند نے بمشورہ پریوی کونسل جو فیصلہ صادر کیا ہے۔ وہ فقہ اسلام کے خلاف ہے جس کی وجہہ یہ ہے۔ کہ بعض عدالتون نے غلطی سے یہ سمجھا ہے۔ کہ اسلامی فقہ سے اولاد کے حق مین وقف کرنا ثابت نہین ہوتا۔ اور عام آدمی گمان بھی کر سکتا ہے۔ کہ وقف خیرات کا نام ہے اور اولاد پر خیرات کے کیا معنی ہو سکتے ہین۔ جسٹس مسٹر امیر علی صاحب سابق جج ہائیکوٹ کلکتہ نے اپنے شریک ججون سے مشورہ کر کے اس مسئلہ کو طے کیا تھا لیکن اپنے فیصلہ مین فقہ کی کتابون کے حوالہ نہین دیئے تھے۔ اس لئے پریوی کونسل نے اسکے ساتھہ اعتنا نہین کیا۔ اور وقف اولاد کو ناجائز قرار دیا۔

لیکن چونکہ یہ مسئلہ فقہ اسلامی کا ایک مسلم مسئلہ ہے۔ اور پریوی کونسل نے جو فیصلہ کیا ہے۔ وہ صرف غلط فہمی کی بنا پر ہے اسلئے یہ یقین ہے۔ کہ اگر گورنمنٹ انگریزی اور پریوی کونسل کو یقین دلایا جائے کہ یہ مذہبی مسئلہ ہے اور اس مین مداخلت کرنا مذہبی احکام مین مداخلت کرنا ہے۔ تو یہ قطعی ہے کہ پریوی کونسل اپنے فیصلہ کو مسترد کر لیگی۔ اس بنا پر تمام مسلمانون کو اس امر کے متعلق ایک متفقہ کوشش کرنی چاہیے جس کا طریقہ حسب ذیل ہے۔

(۱) ایک رسالہ اُردو زبان مین نہایت تفصیل اور تحقیق کے ساتھہ فقہ کی مستند کتابون سے تیار کیا جائے۔ جس مین ثابت کیا جائے کہ وقف اولاد فقہ اسلامی کا ایک مسلم اور قطعی مسئلہ ہے۔

(۲) اس رسالہ پر تمام علمائے ہندوستان سے دستخط کرائے جائین۔

۳- اس رسالہ کا انگریزی زبان مین ترجمہ کرایا جائے۔

۴- ہندوستان کی ہائیکورٹون اور پریوی کونسل نے جس بنا پر وقف اولاد کو ناجائز قرار دیا ہے۔ ان دلایل سے تعرض کیا جائے۔ اور ان کی غلطی دکھلائی جائے۔

۵- ایک محضر اس مضمون کا تیار کیا جائے کہ چونکہ وقف اولاد کا مسئلہ مسلمانون کا ایک مذہبی مسئلہ ہے۔ اس لئے پریوی کونسل نے اسکے متعلق غلط فہمی کی ہے۔ اسکی اصلاح قانون کے ذریعہ سے کردی جائے۔

۶- اس محضر پر تمام اسلامی انجمنون اور عام مسلمانون کے دستخط کرا کے گورنمنٹ کے پاس بھیجا جائے ان تمام امور کے انجام دینے کے لئے ایک رقم کی ضرورت ہے جس تعداد تخمیناً دو تین ہزار ہوگی جس سے رسالہ کی تیاری انگریزی ترجمہ اور خط وکتابت کے مصارف ادا ہو سکین۔ اس بنا پر ہم تمام مسلمانان ہندوستان سے التجا کرتے ہین۔ کہ اگر وہ اس تدبیر کو ضروری سمجھتے ہین۔ تو خاکسار کو مطلع فرماوین۔ اور یہ بھی ظاہر کرین۔ کہ وہ وجوہ مفصلہ ذیل مین سے کس قسم کی شرکت کر سکتے ہین۔ (۱) مشورہ اور رائے مین شرکت ۲- چندہ مین شرکت ۳- رسالہ کی ترتیب اور طیاری اور قانونی مشورہ اور انگریزی ترجمہ کرنے مین شرکت۔

شبلی نعمانی۔ لکھنو۔

علمی خبرین اور دریافتین

اخبار سائنٹفک امریکن(؟) سفٹنگر رقمطراز ہے۔ کہ قلب کی حرکت بند ہونیسے جو اموات کثرت سے واقع ہونے لگی ہین انکا باعث قلب کی حرکت کا بند ہونا نہین ہے بلکہ قلب کا بیکار رہنا ہے آجکل لوگ ایسی غذائین زیادہ کھاتے ہین جن سے جسم مین چربی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس کا یہ بُرا اثر ہوتا ہے۔ کہ قلب کے اعصاب اور شرائین سکڑ جاتی ہین اور کمزور ہو جاتی ہین۔ اور ان کی جگہ چربی زیادہ مقدار مین جمع ہو جاتی ہے جسکی زیادتی سے قلب کو پرورش کرنے والی غذا نہین مل سکتی اور کمزوری کے باعث اسکی حرکت بند ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر یوجن اربورین نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جسکے ذریعہ سے مچھلیان پانی سے باہر آ کر زندہ رہتی ہین۔ مچھلیون کو دروازون مین رکھا جاتا ہے جن کے گرداگرد اندر کی طرف تر کپڑے کی تہ لگی ہوتی ہے۔ اوکسیجن اول تو پانی مین ہو کر گذرتا ہے اور پھر دروازے کے اندر داخل کر دیا جاتا ہے۔ اس اوکسیجن مین سانس لینے سے مچھلیون کے گلپھڑے اسی طرح تر رہتے ہین جسطرح کے پانی کے اندر۔ مزید بران وہ اُسی طرح جلد جلد سانس لیتی رہتی ہین جسطرح کہ پانی کے اندر۔ اگر دراز کے اندر اوکسیجن زیادہ مقدار مین داخل ہو جاتا ہے۔ تو وہ ایک نل کے ذریعہ سے باہر نکل جاتا ہے۔

اخبار سائنس سفٹنگر سے معلوم ہوا کہ مرگی کا مرض عمدہ عینکون کے استعمال سے جاتا رہتا ہے۔

ملک کناڈا سے ڈاکٹر آر۔ سی۔ لانیس لکھتے ہین جسکی تصدیق شہر ہلٹن کے کئی ڈاکٹرون نے بھی کی ہے۔ کہ ایک عورت کے ۵۵ سال کی عمر مین پیشانی پر ایک سینگ نکلنا شروع ہوا وہ کھوپڑی سے ملحق تھا۔ اور بڑھ کر دو انچہ ہو گیا۔ کوئی دو سال ہوئے کہ عورت کا سر دروازے مین لگنے سے یہ سینگ بقدر ایک انچہ ٹوٹ گیا۔ مگر پھر بڑھکر ۵ انچہ ہو گیا۔ نلی مین اس کا قطرہ ایک انچہ تھا اور اوپر کا حصہ نوکیلا تھا۔ ڈاکٹر لانیس نے عمل جراحی کے ذریعہ سے اُسے کاٹ ڈالا وہ مینڈھے کے سینگ سے مشابہ تھا۔

ایک شخص کے پاس ایک گھوڑی اور ایک کتا تھا۔ گھوڑی کو ایک بلی نے کاٹ کھایا۔ زخم باوجود علاج کے اچھا نہ ہوا اور کاٹنے کا اثر گھوڑی کے خون مین سرایت کر گیا۔

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

صوبہ پنجاب کا نیا اور پرانا لاٹ

سرڈینزل ابٹسن صوبہ پنجاب کے لاٹ صاحب اپنی بیماری کے عود کرنے کی وجہہ سے مجبور ہوئے ہین کہ ۲۲ جنوری ۱۹۰۸ء کو مستعفی ہو جائین۔ کیونکہ طبی مشورہ یہی ہے کہ وہ جلد تر ولایت چلے جائین۔ اس پر بیہودہ مذاق کے لوگ عجیب عجیب چہ میگوئیان کرتے ہین اور واقعات کا سلسلہ ۱۹۰۷ء کی شورش سے جا ملاتے ہین۔ جو ایک فضول امر ہے۔ بہرحال صاحب ممدوح الحکم کی اگلی اشاعت تک اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جائینگے اور حکومت پنجاب کا چارج نئے لاٹ صاحب کو دیدیا جائیگا۔ نیا لاٹ کون ہوگا؟ مختلف رائین اور صدائین آتی ہین۔ کیمین سر لوئیس ڈین صاحب سکرٹری صیغہ نظارت خارجہ ہند کا نام لیا جاتا ہے۔ اور پایونیر مسٹر جمیسن صاحب فنانشل کمشنر پنجاب اور مسٹر بٹلر سکرٹری گورنمنٹ آف انڈیا کا نام لیتا ہے بہرحال جلد تر فیصلہ ظاہر ہو رہیگا۔ سرڈینزل ابٹسن کا بیماری کے باعث قبل از وقت واپس جانا اہل پنجاب کے لئے خوشی کا موجب نہین۔

ترکی سلطنت مین انسداد میخوری

حکومت عثمانیہ کی یہ کاروائی قابل تعریف ہے۔ کہ اسنے مسلمانون مین علانیہ میخواری کے انسداد کیلئے ایک حکم صادر کیا ہے۔ کہ میخانون پر پولیس مقرر کی جاوے جو آنے والے مسلمانون کو میخوری سے روکے اور اگر وہ باز نہ آئے۔ تو اسکو حوالہ پولیس کیا جائے اس طرز عمل سے مسلمانون مین علانیہ میخواری رک گئی ہے۔

کانگرس کا تتمہ

کانگرس کے پنڈال مین تو جو نظارہ مدبران ہند نے اپنی تہذیب و شائستگی کا دکھایا۔ وہی کچھہ کم شرمناک نہ تہا۔ مگر خیسرا (بنگال) مین اعتدال پسندون نے ۳ جنوری کو جو کارروائی کی ہے۔ وہ اور بہی حیرت انگیز ہے انہون نے بانسون اور کاغذون سے مسٹر تلک کا پتلا بنا کر مرگہٹ مین جلایا اور راکہہ کو دریائے ہوگلی مین بہا دیا ایسی حرکات کیا ظاہر کرتے ہین یہ پنجابی محب الوطن لالہ لاجپت راے سے پوچہنا چاہئے؟

طاعون اور بارش

پروفیسر رنگل نے دہلی مین ایک لیکچر کے دوران مین بیان کیا کہ پچھلے تجربے ظاہر کرتے ہین کہ جس سال بارش کم ہو اس سال طاعون مین ضرور کمی آجاتی ہے۔ مین اس کلیہ کے متعلق تو کچھہ کہنے کی حاجت نہین سمجھتا۔ گذشتہ دس سال مین طاعون کی کمی بیشی کے جسقدر بہی تجربے ہوئے ہین وہ سب کے سب بالآخر خام اور غیر مکمل ثابت ہوئے اور طاعون کمیشن کے لایق ممبرون کو اعتراف کرنا پڑا کہ طاعون کے نظام پر کوئی قطعی راے قایم نہین ہو سکتی اس لحاظ سے پروفیسر رنگل کی راے کو جو درجہ دینا چاہئیے وہ ظاہر ہے۔ مگر مین ایک اور پہلو سے اسپر نظر کرتا ہون کہ اگر مان بہی لیا جاوے کہ بارش کی کمی طاعون کو مستلزم ہو۔ تو نتیجہ مین پہر مساوات جا ٹہرتی ہین۔ کیونکہ کمی بارش کا نتیجہ قحط اور خشک سالی کے باعث فاقہ سے اموات ہونگی تو کیا یہ خوشی کا موجب ہوا! اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دونون ہی بلاؤن سے نجات دے تو کچھہ بنتا ہے ورنہ کچھہ نہین۔

طاعون اور خوشحالی

پایونیر کی رائین بہی بعض اوقات عجیب خوش کن ہوتی ہین وہ طاعون کو خوشحالی کا ذریعہ بتاتا ہے۔ کیا خوب! پایونیر کہتا ہے کہ طاعون کی وجہہ سے مزدوری پیشہ اور زراعت پیشہ لوگون کی پنجاب مین مرفہ الحالی بڑھ گئی ہے جسطرح لنڈن مین وبا کے بعد مزدورون کو مرفہ الحالی حاصل ہوئی تہی وہی آج پنجاب مین حاصل ہو رہی ہے فکر یہ ہے۔ کہ مرفہ الحالی سے حاصل کیا ہوا روپیہ پنجابی مقدمہ بازی اور شراب خوری مین صرف نکرین بلکہ عمدہ مکانات مین رہین اور اچھے کپڑے بنوائین۔ یہ منطق بہی عجیب ہے۔ طاعون کو خوشحالی کا ذریعہ قرار دینا ایشیائی دماغ مین نہین سما سکتا۔ اس مین شک نہین کہ مزدوری کی شرح بڑھ گئی ہے۔ مگر اس کے ساتہہ ہی گرانی اور قحط نے لوگون کا برا حال کر دیا ہے جہان پہلے ایک روپیہ کا خرچ تہا۔ اب وہ دو روپیہ مین بہی پورا نہین ہوتا۔ پہر مرفہ الحالی اور خوشحالی کہان! یہ بالکل درست ہے کہ مقدمہ بازی اور شراب خوری کی بہی کثرت ہو رہی ہے۔ لیکن اس سے اہل ملک کی خوشحالی کا اندازہ نہین ہو سکتا۔ اس کے ساتہہ ہی اگر جیلخانون کو دیکہا جاوے اور جرایم کی کثرت کی پڑتال کی جاوے تو حقیقت حال معلوم ہوتی ہے۔ کہ مقدمہ بازی اور شراب خوری نے کہان تک نوبت پہونچائی ہے۔ اور مقدمہ بازون اور شراب خورون نے کن کن جیلون سے ان تماشون کو دیکہا ہے۔

بقیہ صفحہ ۲

ہی معمول کے موافق یہ جلسہ ہوا۔ جو دوسرا سالانہ جلسہ کہنا چاہئے ۲۵ دسمبر کو بعد ظہر بورڈنگ ہوس اور مدرسہ کے وسیع صحن مین اس کا اجلاس ہوا۔ سکرٹری صاحب کی رپورٹ کے علاوہ صاحبزادہ صاحب اور ولی اللہ طالب علم مدرسہ تعلیم الاسلام کی تقریر ہوئی۔ اور اکسیر اور گوہر کی نظمین ہوئین۔ اور حکیم الامت کی آخری تقریر کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

رپورٹ کے سننے سے معلوم ہوا کہ تشحیذ الاذہان جیسے مفید رسالہ کی اشاعت بہت تہوڑی ہے جسکی طرف قوم کو توجہ کرنی چاہیے اور خصوصیت سے نوجوانون کو اسے اپنا رسالہ سمجھہ کر خریدنا چاہیے۔ اگر کل بورڈر تعلیم الاسلام سکول کے اسکی ایک ایک کاپی لازماً خرید لین۔ تو اس سے ان کے اخراجات پر کوئی بہت بڑا اثر نہین پڑتا۔ اور مین سمجھتا ہون۔ کہ ان کے والدین کو دو روپیہ یا اس سے بہی کم سالانہ اخراجات مین بیشی ناگوار نہین ہوگی۔ خرید کتب کی مد مین وہ اس خرچ کو رکھہ سکتے ہین۔ اور جب قوم کے نوجوان اپنے لئے اس خرچ کو لازمی سمجھہ لینگے تو یقین کہ یہ رسالہ ازبس مفید ہو۔ میرا اپنا خیال ہے اور تعجب نہین انجمن تشحیذ الاذہان کے ممبرون کے سامنے بہی یہ سوال ہو۔ کہ نوجوانان قوم کو صرف اردو زبان ہی مین مضمون نویسی کی مہارت نہین کرنی چاہئے۔ بلکہ ان مین سے وہ جو کالجون مین تعلیم پاتے ہین انکا فرض ہے۔ کہ وہ انگریزی مین بہی مضامین لکھین اور حضرت مولوی محمد علی صاحب ایسے مضامین کو بعد اصلاح اپنے رسالہ مین بہی لے سکتے ہین۔ بہرحال اس رسالہ کی اشاعت کا فکر نوجوانون کو ہونا چاہیے اور ہر بچہ کو جو اس رسالہ کو پڑھ سکے اس کو خریدنا چاہیئے۔ مین نرا مشورہ ہی نہین دینا چاہتا۔ بلکہ اس مشورہ کو عملی رنگ مین لے جانا چاہتا ہون۔ اس لئے مین نے رسالہ کے منیجر صاحب لکھدیا ہے۔ کہ وہ ایک پرچہ میرے عزیز بہائی محمد مبارک اسماعیل طالب علم ہائی کلاس کے نام جاری کر دین ہان مین رسالہ تشحیذ الاذہان کی منیجر صاحب کو یہ بہی مشورہ دینا چاہتا ہون۔ کہ وہ رسالہ کی قیمت طالب علمون کے اگر کم کر دین تو رسالہ جلد ترقی کرے اور اگر ممبران انجمن کو رسالہ مفت دیا جاوے جبکہ وہ ماہوار چندہ دیتے ہین تو بہت سے طالب علم اسکی ممبر ہو جائین۔ اور گویا کہ رسالہ بہی انکو مفت ملے۔ اسکی ساتہہ ہی مین مناسب سمجھتا ہون کہ رسالہ کے مضامین کے متعلق بہی ایک مشورہ دیدون۔ اور وہ بہی فقط اسی قدر ہے۔ کہ ممبران انجمن کے لئے اگر مہینے مین ایک بار مضمون لکھنا لازمی قرار دیا جائے اس سے رسالہ کی اغراض کی تکمیل ہوگی۔ بہرحال اسکے متعلق اور بہی مفید مشورے ہین جو دئے جا سکتے ہین اور انکے ذکر کی اخبار مین حاجت نہین یہان اس سوال کو مینے صرف اس لحاظ سے چھیڑا ہے۔ کہ طالب علمان احمدی جماعت کیلئے اس رسالہ کا خرید کرنا لازمی قرار دیا جاوے۔ باقی آیندہ

مرزا حیرت کو نوٹس

مفصلہ ذیل نوٹس ہم نے ۳۰ جنوری ۱۹۰۸ء کو مرزا حیرت صاحب منیجنگ ایجنٹ اسلامیہ بنک دہلی کے نام حسب ذیل نوٹس روانہ کیا تہا۔

جناب من۔ آپ نے اسلامیہ بنک لمیٹیڈ دہلی کے قایم کرنے وقت میرا نام زمرۂ ڈائرکٹران مین یہ کہکر لکہہ لیا تہا۔ کہ میرے نام سے بنک تقویت ہوگی گو مین نے اسوقت بہی معاملات بنک سے قطعی ناواقفی کا عذر پیش کیا تہا۔ اور بعد مین بہی جب کبہی آپ سے ملنا ہوا کہتا رہا کہ آپ میرا نام فہرست ڈائرکٹران سے نکالدین کیونکہ مین نہ سرمایہ لگا سکتا ہون۔ نہ آپکے کام مین شریک ہو سکتا ہون مگر آپ یہ کہکر ٹالتے رہے۔ کہ ابہی نام نکالنے سے بنک کی بدنامی ہوگی اور خواہ مخواہ ایک چلنے والے کام کو ضعف پہنچ جائیگا۔ مین بہی اس خیال سے خاموش رہا اور باضابطہ استعفا نہ بہیجا۔ حال مین جو خبرین آپکی بے ضابطہ کارروائیون اور نادرست اخباری اعلانات کی مشتہر ہوئی ہین ان کو دیکہکر ایسے مشتبہ بنک سے تعلق رکہنا میرے لئے ناممکن ہے۔ اسلئے آپ سے درخواست کرتا ہون کہ آپ آئندہ میرا نام کبہی فہرست ڈائرکٹران مین شایع نہ کرین اور نوٹس دیتا ہون۔ کہ اگر آپ نے آئندہ میرا نام شایع کیا تو بذریعہ اخبارات اپنی قطعی علیحدگی کا اعلان کر دونگا۔ راقم خواجہ حسن نظامی از خانقاہ مبارک حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رضی۔ دہلی